جشنِ بہاراں

پروفیسر ڈاکٹر
محمد مسعود احمد

جمعیت اشاعت اہلسنت

سلسلۂ مفت مطبوعات (۱)

○

جشنِ بہاراں

مُصنّف

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

○

ناشر

جمعیّت اشاعت اہلسنّت
نور مسجد میٹھادر کراچی

سلسلۂ مفت مطبوعات ۱۷

نام کتاب ---------- جشنِ بہاراں

مصنف ---------- پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

اشاعت ---------- بار اوّل ، ۲ دو ہزار

طباعت ---------- ربیع الاوّل ۱۴۰۹ھ اگست ۱۹۸۹ء

قیمت ---------- دعائے خیر بحق معاونین

ملنے کا پتہ

جمعیّت اشاعت اہلسنّت

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی ۲

انتساب

○ ——— عالمِ بالا کے اُن صف بستہ فرشتوں کے نام۔

○ ——— پروردگارِ عالم جن کی قسم کھا رہا ہے

○ ——— جو شب و روز تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود و سلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

حرفِ اوّل

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

اس وقت عالمِ اسلام جس نازک دَور سے گزر رہا ہے اُس کا تقاضا ہے کہ مسلمانانِ عالم کے دلوں میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوابیدہ محبت کو بیدار کیا جائے اور اُس کے ساتھ ساتھ دُنیائے انسانیت کو آپ کی عظیم شخصیت کی طرف بصیرت و حکمت اور دردمندی اور دِل سوزی کے ساتھ متوجہ کیا جائے۔ بلاشبہ نہ صرف ملّت اسلامیہ بلکہ نوعِ انسانی کی فلاح و نجات اسی میں ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں آپ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی اور روشنی حاصل کرے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اُس کو اس حقیقت کا نہ علم ہے اور نہ ادراک۔ صدیوں کے مذہبی تعصبات اور تنگ دلیوں نے ذہن کو ماؤف کر رکھا ہے۔ قرآنِ حکیم نے نوعِ انسانی کے سامنے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت کا تاریخی نقطۂ نظر سے تعارف کراتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ پچھلی آسمانی کتابوں میں آپ کی آمد کا ذکر موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسا ہی ہے تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دُنیا کے تمام بڑے مذاہب کی مذہبی کتابوں میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ ہر نبی اور ہر رسُول نے اپنی اُمت کو آپ کی آمد کی خوشخبری سنائی اور سب اُمتیں آپ کے لیے چشم براہ رہیں۔ یہ ایک کائناتی اور عالمی حقیقت ہے جس کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی گئی۔ اس قرآنی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے راقم نے ۱۹۸۶ء میں دُنیا کے تمام غیر مسلموں کے لیے سیرتِ مبارکہ کی تدوین کا آغاز

کیا، سیرت کا عنوان ہے۔

جس کا انتظار تھا!

انشاء اللہ تعالیٰ یہ سیرت دو جلدوں میں مرتب ہو کر شائع ہوگی۔

سیرت پر تحقیق کے دوران حالات کو دیکھتے ہوئے ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کے لیے بھی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن ولادت باسعادت پر ایک تحقیقی مقالہ مرتب کیا جائے کیوں کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ رسُول کے مطالعہ اور اُسوۂ رسُول علیہ التحیۃ والتسلیم پر عمل کرنے کی سچی لگن پیدا کر سکتا ہے۔ حقیقت میں بعض اوقات جذبہ وہ کام کر دیتا ہے جو علم نہیں کر سکتا۔ اس مقصد کے پیشِ نظر راقم نے ۱۹۸۸ء میں ایک مبسوط مقالہ مندرجہ ذیل عنوان سے قلم بند کیا۔

جانِ جاناں (صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر خیال آیا کہ شاید غریب عوام آسانی سے یہ مقالہ نہ خرید سکیں اس لیے اسی موضوع پر ایک نہایت مختصر مقالہ سنہ مذکور ہی میں قلم بند کیا تاکہ پاک و ہند اور دیگر ممالک کے مسلم ادارے اس کو چھپوا کر مفت تقسیم کر سکیں۔ اب یہ مقالہ آپ کے سامنے ہے۔

فقیر اُن تمام محبین کا تہ دِل سے ممنون ہے جنہوں نے اس مقالہ کی تدوین اور طباعت میں تعاون فرمایا اور قارئین کرام سے اُمید کرتا ہے کہ وہ اس سیہ کار کو اپنی دعاؤں سے محروم نہ رکھیں گے۔ مولائے کریم ہم سب مسلمانوں کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق اور آپ کے چاہنے والوں کی سچی محبت عطا فرماتے۔ جب تک دُنیا میں ہم زندہ رہیں اس عشق و محبت کو سینہ سے لگاتے رکھیں اور جب دُنیا سے جائیں تو یہی چراغِ محبت لے کر جائیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

لحد میں عشق رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی، چراغ لے کے چلے

۶ر رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
۲۳ر اپریل ۱۹۸۸ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہٗ
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ۔ پاکستان)

جھلکیاں

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدہ کو دِل ہے بیقرار
روکیے سر کو روکیے ، ہاں یہی امتحان ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

چاند چمک رہا ہے ، ستارے کھل رہے ہیں ، نُور کی پھُوار پڑ رہی ہے ــــــــــــ اچانک غلغلہ بپا ہوا ، ایک ندا دینے والا ندا دے رہا تھا ــــــــــــ لوگو ! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا ، دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہوگیا ــــــــــــ آج وہ آنے والا آگیا ــــــــــــ وادیٔ مکّہ کے سناٹے میں یہ آواز گونج گئی ، سب حیران ، یہ ماجرا کیا ہے ؟ ــــــــــــ کس کا انتظار تھا ، کون آرہا ہے ؟ ــــــــــــ ہاں سونے والو! جاگ اُٹھو ! آنے والا آگیا ــــــــــــ نُور کی چادر پھیل گئی ، میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں ، بُصرائے شام کے محلات نظر آنے لگے ،[۱] سارے عالم میں چاندی ہوگیا ، ہاں ، یہ کون آیا سویرے سویرے ؟ ــــــــــــ وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آگئی ، نور کے بادل چھاگئے ، دُور دُور تک بارش ہو رہی ہے ، چاندی بہہ رہی ہے ، حدِ نظر تک نُور کی چادر تنی ہے ، عجب سماں ہے ، عجب منظر ہے ! ــــــــــــ ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا ! ــــــــــــ تاریکیاں چھٹ گئیں ، روشنیاں بکھر گئیں ، جدھر دیکھو نُور ہی نور ، جدھر دیکھو بہار ہی بہار ــــــــــــ تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے ، مسرتیں پھوٹ رہی ہیں ، رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں ، سارا عالم

---

[۱] ابوالفداء عمادُالدّین اسماعیل ابن کثیر : میلادِ مصطفےٰ (ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ، ص ۱۴ ، ۱۶

نہایا ہوا ہے ، ذرّے ذرّے پہ مستی چھائی ہوئی ہے —— ہاں یہ اُجلا اُجلا سا سماں ، یہ مہکی مہکی سی فضائیں ، یہ مست مست ہوائیں ، جھوم جھوم کر جشنِ بہاراں کے گیت گا رہی ہیں ۔

ہاں بہار آئی ، بہار آئی —— زندگی میں بہار آئی ، دماغوں میں بہار آئی ، دلوں میں بہار آئی ، روحوں میں بہار آئی ، علم و حکمت میں بہار آئی ، تہذیب و تمدّن میں بہار آئی ، فکر و شعور میں بہار آئی ، عقل و خرد میں بہار آئی —— برسوں کی ہتھکڑیاں کٹ گئیں ، صدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں ، گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں ، مُندی مُندی سی آنکھیں روشن ہوگئیں ، بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں ، رُندھی رُندھی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں —— ڈوبتے ہوتے اُبھرنے لگے ، سہمے ہوتے چہکنے لگے ، روتے ہوتے ہنسنے لگے ۔ صدیوں کے دبے ہوتے ، پِسے ہوتے سرفراز ہونے لگے ، خون کے پیاسے محبّت کرنے لگے ، ہارنے والے جیتنے لگے —— بکھرے ہوتے خیال یک جا ہوگئے ، منتشر قوتیں سمٹ گئیں ، ضعیف و ناتواں ایک قوّت بن کر اُبھرے اور دُنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان احسنِ تقویم میں بنایا گیا ، "اشرفُ المخلوقات" کے منصبِ عالی پر فائز کر کے خلافتِ الٰہیّہ سے سرفراز کیا گیا —— زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے ، سب دیکھنے لگے ، سب تکنے لگے ، سب بلائیں لینے لگے ، سب فدا ہونے لگے ، سب آرزوئیں کرنے لگے ، سب تمنّائیں کرنے لگے —— وہ کیا آتے کائنات کا ذرّہ ذرّہ دِل کش و دل رُبا معلوم ہونے لگا ۔

ہاں آج اُن کی آمد آمد کا دِن ہے ، آج عید کا دِن ہے ، آج خوشی کا دِن ہے ۔ —— ایسا حسین انقلاب آیا کہ دُنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا —— ایسی بہار آئی کہ دُنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی —— ایسا حسین آیا کہ دُنیا نے ایسا حسین تو کبھی نہ دیکھا تھا ۔ ہاں سے

بے مثالی کی ہے مثال وہ حُسن
خُوبیِ یار کا جواب کہاں ؟

۲

عید کا دِن ہے ، بچے خوشیاں منا رہے ہیں —— وہ جانِ جاناں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے —— فاروقِ اعظم حاضر ہوتے ہیں —— بچوں کو تنبیہہ فرما رہے ہیں —— یہ کیا ہو رہا ہے ؟ —— مگر دیکھتے دیکھتے وہ جانِ جاں ، وہ رؤف و رحیم ، رحمۃ للعالمین فرما رہا ہے —— چھوڑ دو چھوڑ دو اے عمر! ان بچوں کو چھوڑ دو —— ہاں! ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے ۔ آج ہماری عید ہے[۱] ——

اور دیکھتے دیکھتے حضرت عیسٰی علیٰ نبینا و علیہ السلام کے حواری التجا کر رہے ہیں اور آپ ہاتھ اٹھاتے پروردگارِ عالم سے دُعا مانگ رہے ہیں ۔

اے اللہ! اے پالنہار! آسمان سے ہمارے لیے (پکے پکاتے کھانوں کے) خوان اُتار تاکہ وہ ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لیے ، عید ہو جاتے[۲] ۔

---

[۱] اشرف علی تھانوی : السرور بظہور النور ، مطبوعہ ساڈھورہ ، ص ۲۳

[۲] قرآنِ حکیم : سورۃ مآئدہ ، آیت نمبر ۱۱۴

جس دن آسمان سے کھانا اترے وہ دِن "عید" ہوجاتے تو غور فرمائیں کہ جس دِن وہ جانِ جاں تشریف لائے وہ دِن "عیدوں کی عید کیوں نہ ہو! جس دن رزق اترے وہ دن، عید ہوجاتے تو جس دن قاسمِ رزق اترے وہ دِن "عید" کا دن کیوں نہ ہو؟

اللہ کے محبوبوں اور پیاروں کی ولادت کے دِن معمولی دن نہیں، رب کریم حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمارہا ہے:۔

اور سلامتی ہے اُس دِن جس دن پیدا ہوا[1]

اور دیکھئے دیکھتے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام، ایک طفل شیر خوار، گہوارے میں لیٹے کیا فرما رہے ہیں:۔

اور سلامتی مجھ پر جس دِن مَیں پیدا ہوا[2]

اللہ اللہ یوم ولادت کا ذکر فرماکر دنیا والوں کو بتادیا کہ دنیا میں آنے والے آتے ہی ہیں مگر ہمارے محبوبوں اور پیاروں کا آنا کچھ اور ہی بات ہے، اُن کی زندگی کا یہ دِن یادگار دِن ہے، ہاں سلام ہو اُس دِن پر! بیشک یہ یادگار دِن ہے

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے "پیر" کے دِن کے لیے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"مَیں پیر ہی کے دن پیدا ہوا ہوں اور پیر کے دِن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دِن ہجرت کی ہے۔[3]

---

[1] قرآن کریم، سورۃ مریم، آیت نمبر ۱۵

[2] قرآن کریم، سورۃ مریم، آیت نمبر ۳۳

[3] (ا) مُسلم بن حجاج قشیری: مُسلم شریف، ج ۱، ص ۷

(ب) ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر:۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ج ۱ ص ۲۱-۲۲

جس دِن اللہ کے محبوبوں کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ پیش آتا ہے اس دِن کو "ایام اللہ" میں شمار کرلیا جاتا ہے[1] اور جو واقعہ پیش آتا ہے اس "شعار اللہ" قرار دیدیا جاتا ہے[2]، سبحان اللہ! ——— کیوں نہ ہو جب کہ اُن کا ہاتھ اپنا ہاتھ اور ان کی زبان قرار دے، تو پھر اُن کے دن، اس کے دن اور ان کی ادائیں، اس کی ادائیں کیوں نہ ٹھہریں اپنی زبان؟ ——— یہ ایک امرِ محبت ہے جس کو محبت والے ہی سمجھ سکتے ہیں ———

(۳)

ظہور قدسی ۵۶۹ء میں پیر کے روز ہوا، جب یہ خوشخبری آپ کے چچا ابُولہب کو اس کی کنیز ثوُیبہ نے سنائی تو ابُولہب نے خوشخبری سُنتے ہی اُس کو آزاد کردیا[3] ——— اللہ اللہ آپ کی آمد آمد نے سب سے پہلے عورتوں کو آزادی کا مژدہ سُنایا جو صدیوں سے پس رہی تھیں ——— یہ پہلا جشن تھا پھر دوسرا جشن آپ کے دادا حضرت عبدُالمطلب نے منایا اور آپ کا عقیقہ کیا ——— جب ہم قرآن حکیم کو دیکھتے ہیں تو وہاں آپ کی تشریف آوری پر بطور خاص احسان جتایا جارہا ہے ——— اللہ کی نعمتیں تو

---

[1] قرآن حکیم: سُورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۵

[2] قرآن حکیم: سُورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۲۵، سُورۃ آل عمران، آیت نمبر ۹۷

[3] (ا)، ابوالفضل شہاب الدین احمد علی ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، ص ۱۱۸

(ب) عبدالرزاق صنعانی: مُصنّف، ج ۷، ص ۴۷۸

(ج) بدرالدین عینی: عمدہ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲، ص ۹۵

بہت ہیں ، بیحد و بیشمار مگر جانِ نعمت آپ ہی ہیں ، اسی لیے احسان جتایا جا رہا ہے
اور ارشاد ہو رہا ہے :۔

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اُن میں ایک عظیم الشان رسُول بھیجا۔[1]

یہی نہیں بلکہ انعام و احسان عظیم کا چرچا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا :۔

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔[2]

چرچا بھی کرو ، خوشیاں بھی مناؤ ، شادیاں بھی رچاؤ ـــــــــ ارشاد ہو رہا ہے :۔

اے لوگو ! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی
اور دلوں کی صحت اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لیے ـــــــ
آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت (سے ہے) اس
پر چاہیئے کہ خوشی کریں ۔ وہ اُن کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔[3]

بیشک آپ کی ذاتِ قدسی سب دھن دولت سے بہتر ہے جبھی تو یہ اعلان فرمایا :۔

آپ فرما دیجئے ، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے
بھائی ، اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ
سودا جس کے نقصان کا تمھیں ڈر ہے ، اور تمہاری پسند کے مکان ـــــ
ـــــ یہ چیزیں اللہ ، اس کے رسُول اور اس کی راہ میں لڑنے سے

---

[1] قرآن حکیم :۔ سورۂ آلِ عمران ، آیت نمبر ۱۶۴
[2] قرآن حکیم : سورۂ ضحٰی ، آیت نمبر ۱۱
[3] قرآن حکیم : سورۂ یونس ، آیت نمبر ۵۷ ۔ ۵۸

زیادہ پیاری ہوں تو راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو
راہ نہیں دیتا۔[1]

اللہ اللہ ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گنا دیں دنیا میں آنے والے ہر انسان
کا جن میں دل اُلجھتا ہے ۔ ـــــــــ ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے ۔
ایک ایک چیز دل لبھاتی ہے ـــــــــ مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ
اگر اللہ اور اس کے رسُول کی غلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہوں گی ۔ سب
چیزوں سے دِل ہٹانا ہوگا ـــــــ بس اُسی سے دِل لگانا ہوگا ـــــــ
خود حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ۔

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اُس کے
باپ ، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔[2]

ہاں محبت نہیں تو کچھ نہیں ـــــــ ساری عبادتیں ، ساری ریاضتیں ،
ساری شب بیداریاں ، زہد و تقویٰ کی ساری داستانیں ـــــــ سب
ہیچ ہیں ۔

---

[1] سو قرآن حکیم :۔ سورۂ توبہ ، آیت نمبر ۲۴
[2] (ا) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری شریف ، ج ۱ ، ص ۱۰۴
(ب) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف ج ۱ ، ص ۱۴۰
(ج) ابوالحسن بن الحجاج قشیری نیشاپوری : مسلم شریف ، ج ۱ ، ص ۱۴۰ ۔ ۱۴۱

۲

ہاں ذکر تھا ولادت باسعادت پر خوشیاں منانے اور شادیاں رچانے کا ـــــــــــ سنہ ۱ھ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ پھر اپنا عقیقہ کیا[۱] اور اس طرح گویا جشن ولادت فرمایا ـــــــــــ یہی نہیں آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اپنا حسب ونسب اور حالات زندگی بیان فرمائے[۲] ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ولادت فرمایا[۳]۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات بیان فرمائے[۴]۔ ـــــــــ بعض صحابہ کرام کو حکم دیا اور انھوں نے آپ کا ذکر ولادت اور شمائل و فضائل بیان کئے اور آپ نے خود سماعت فرماتے ـــــــــــ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد صحابہ نے نعتیہ قصائد پیش کئے، آپ خوش ہوئے اور دعائیں دیں[۵] ـــــــــ سنہ ۹ھ / سنہ ۶۳۰ء میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں، آپ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور ذکر ولادت کے لیے اجازت طلب فرماتے

---

۱ شاہ احمد سعید مہاجر مدنی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۳ء، ص ۲۳

۲ (ا) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: ترمذی شریف، ج ۲، ص ۶۶۰ - ۶۶۷

(ب) مسلم بن حجاج قشیری: مسلم شریف، ج ۳، ص ۴۱۷

(ج) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج ۳، ص ۱۱۹-۱۲۳

۳ (ا) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل: بخاری شریف، ج ۲، ص ۲۴۹، ۲۸۳ - ۲۸۴

(ب) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۵

۵ علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶

۶ محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۶ء، ص ۱۰

ہیں ـــــــــ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مل گئی۔ خوشی خوشی، لہک لہک کے یہ منظوم مولود نامہ پیش فرما رہے ہیں:-

۱ ـــــــــ آپ پہلے سایوں میں تھے اور منزلِ مخصوص میں تھے جہاں پتّوں سے بدن ڈھانپا گیا۔

۲ ـــــــــ پھر آپ بلاد میں اترے، اس وقت آپ نہ بشر تھے، نہ گوشت پوست اور نہ خون بستہ۔

۳ ـــــــــ بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان نے بُت "ونسر" کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا۔

۴ ـــــــــ آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے۔

۵ ـــــــــ آپ آتشِ خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے، جب ان کے صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے؟

۶ ـــــــــ تا آں کہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلند مرتبہ ہے۔

۷ ـــــــــ جب آپ پیدا ہوئے، آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہوگئے۔

۸ ـــــــــ تو اب ہم اس ضیاء نور میں ہیں اور ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں[۱]۔

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ پہلا ذکر ولادت تھا جس کا سلیقہ

---

۱ ابو الفداء عماد الدین اسمٰعیل ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۵ء، ص ۲۹

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہم کو بتایا ____ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت اور آپ کے فضائل و شمائل بیان فرمائے[1] ____ اور ذکر رسول کی محفل سجانے کا سلیقہ جلیل القدر امام، حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا۔ جب آپ محبوب کی باتیں سناتے اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو کیا کرتے؟

توجہ فرمائیے اور ذرا غور سے سنیئے:۔

پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے،
طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سرِ مبارک پر رکھتے،
____ اُن کے لیے ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا
____ اُس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خضوع و خشوع سے اُس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے اگر سُلگاتے اور اِس تخت پر اُس وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنی ہوتی[2]

عرض کیا گیا آپ اتنا اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟ ____ فرمایا۔
مجھے تعظیم رسول سے پیار ہے، مَیں بغیر وضو اور سکون و وقار کے حدیث بیان نہیں کرتا[3]

اللہ اللہ یہ تھے
امام دار الہجرت، اُمتِ کے مسلم امام جنہوں نے عمر بھر اُمت مسلمہ کو قرآن و

---

[1] ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۱۳۲۔۱۳۳

[2] (ا) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۱۳۰

(ب) احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۴۴

حدیث کا درس دیا۔

اگر ادب سیکھنا ہے تو ان سے سیکھئے، اگر تعظیم کا سلیقہ سیکھنا ہے تو ان سے سیکھئے یقیناً یہ ایک فریضہ ہے جو ہر عاشق کو ادا کرنا تھا۔ اس لیے یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا اور رفتہ رفتہ قانون الٰہی کے مطابق منظم و مربوط ہوتا گیا ____ خلفائے راشدین تابعین، تبع تابعین اور علمائے اُمت نے سُنتوں کو ایک نظم دیا ____ گھر بنانے والے، سنے گھر بنایا اور سجانے والوں نے اس کو خوب سجایا اور سجانے کا حق ادا کر دیا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے اور اُن پر اپنی بیکراں رحمتیں نازل فرمائے آمین!

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری چوتھی ہجری میں نظم میں آچکی تھی پھر آج سے سات سو برس پہلے ایک نیک باطن اور متقی الشان عمر بن ملا محمد موصلی علیہ الرحمہ نے اس کو باضابطہ قائم کیا[1] ____ ان کی پیروی میں مجاہد کبیر سلطان صلاح الدین ایوبی کے عزیز سلطان اربل ملک ابو سعید مظفر الدین نے ساتویں صدی میں سرکاری سطح پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا ____ ابن خلکان اربلی شافعی (م ۶۸۱ھ/۱۲۸۳ء) اس جشن کے عینی شاہد ہیں[2] ____ تاریخ مرآۃ الزمان کے مطابق اس جشن پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے تھے[3] ____

ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں ایک جلیل القدر عالم ابو الخطاب عمر بن حسن دحیہ کلبی اندلسی بلنسی (م ۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء) نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک

---

[1] (ا) محمد بن علی یوسف دمشقی شامی: سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد

(ب) عبدالحق مہاجر مکی: الدر المنظم فی حکم عمل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[2] قاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان: وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء

[3] علامہ محمد رضا مصری، محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۴۳

کتاب لکھی جس کا عنوان تھا **التنویر فی مولد السراج المنیر یا التنویر فی مولد البشیر و النذیر**[1] ــــــــ عالم موصوف ۶۰۴ھ ۱۲۰۷ء میں سُلطان اربل ابُوسعید مظفر الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی جس پر اُن کو ایک ہزار اشرفیاں انعام میں ملیں[2] ــــــــ شاہانِ اسلام کے دِل میں میلاد پاک کی یہ قدر و منزلت تھی ــــــــ سُلطان اربل کے علاوہ دُوسرے بادشاہوں نے بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا مثلاً شاہ مصر نے یہ جشن منایا جس کے عینی شاہد علامہ ابن جزری ہیں۔ وہ اس جشن میں شریک ہوئے[3] ــــــــ اس جشن میں ایک ہزار مثقال سونا خرچ کیا جاتا تھا ــــــــ سُلطان ابوحمو موسیٰ تلمسانی اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے[4] ــــــــ اس جشن کی تفصیل ابوعبداللہ تونسی ثم تلمسانی نے اپنی تصنیف راح الارواح میں بیان کی ہے۔

---

[1] علامہ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ ، مطبوعہ لاہور ، ص ۳۳

[2] (ا) ایضاً ، ص ۳۳

(ب) جلال الدین سیوطی : حسن المقصد فی عمل المولد

[3] عبدالسمیع رامپوری : انوار ساطعہ (۱۳۰۷ھ) ، مطبوعہ مراد آباد ، ص ۲۶۱

[4] شیخ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ ، مطبوعہ لاہور ص ۳۳

۵

یہ تو تھیں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ــــــــ لیکن ساتویں یا آٹھویں صدی ہجری کی بات ہے کہ جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی شافعی (۶۸۳ھ ــ ۷۵۶ھ) کی خدمت میں علمائے وقت حاضر ہیں، مجلس جمی ہے، حاضرین میں علماء ہی علماء ہیں ــــــــ کسی عالم نے اس مجلسِ مُبارک میں امام صرصری کے نعتیہ اشعار پڑھے، وہ امام صرصری جنہیں علامہ محمد بن یوسف شافعی صالحی نے سبل الہدیٰ والرشاد میں **"حسان وقت"** اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق کہا ہے۔ ہاں جب اس محفل پاک میں اس عاشقِ صادق کا یہ شعر پڑھا گیا :-

(ترجمہ) **بیشک عزت و شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دو زانو ہو جاتے ہیں**[1]

یہ شعر سُننا تھا، اچانک امام تقی الدین سبکی اور ان کے ساتھ ہی سارے علماء سرو قد کھڑے ہو گئے[2] ــــــــ وہ کیا کھڑے ہوتے سارا عالم کھڑا ہو گیا ــــــــ اللہ تعالیٰ جب اپنے محبُوب کی کسی ادا کو پسند فرماتے

---

[1] عبدالحق مہاجر مکی : الدر المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم ، ص ۱۳۳ ـ ۱۲۴ بحوالہ

(ب) احمد رضا بریلوی : سیرت حلبی و سیرت شامی ـ اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ ـ بحوالہ طبقات کبریٰ از شیخ الاسلام ابونصر عبدالوہاب بن ابی الحسن تقی الدین سبکی ـ

[2] ایضاً ، ص ۱۲۳ ـ ۱۲۴

تو اسی طرح عام کر دیتے ہیں ——— آج عالم اسلام میں محفل میلاد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام و قیام انہیں فاضل جلیل کی یادگار ہے اور حقیقت
تو یہ ہے کہ یہ اللہ کے فرشتوں کی سُنّت ہے جس پر امام تقی الدین نے عمل فرمایا۔
قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :۔

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں[1]

اور پھر اسی قرآن حکیم میں پروردگار عالم ان درود بھیجنے والوں کی قسم کھاتے
ہوتے ارشاد فرماتا ہے :۔

اِن صف بستہ فرشتوں کی قسم[2]

اللہ کے فرشتوں اور اللہ کے محبوبوں کے اس عمل کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم
کے چاہنے والوں نے محبوب رکھا ہے ۔ چنانچہ پاک و ہند کے مشہور عالم ، مولانا محمد قاسم
نانوتوی ، مولانا رشید احمد گنگوہی ، مولانا اشرف علی تھانوی اور ہم سب کے مخدوم و
محترم حاجی محمد امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء) تحریر فرماتے ہیں

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہے بلکہ ذریعہ برکات
سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہے اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں[3]۔

بیشک ہر عاشق کو زیب دیتا ہے کہ وہ اس عاشق صادق کی پیروی کرے
——— میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ محفلیں اور قیام و سلام کی یہ محفلیں
آج سے نہیں صدیوں سے جاری و ساری ہیں ——— چھٹی صدی ہجری کے
مشہور محدث علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ (م۔ ۵۹۷ھ / ۱۲۰۱ء) کا بیان

---

۱ قرآن حکیم ، سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۶ ، ۵۷
۲ قرآن حکیم : سورۃ مومن ، آیت نمبر ، سورۃ نباء ، آیت نمبر ۳۸
۳ محمد امداد اللہ شاہ مہاجر کی : فیصلۂ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل خان برکاتی) مطبوعہ لاہور ، ص۔ ۱۱۱۔

ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ محافلِ میلاد پاک دورِ جدید کی ایجاد ہیں یا صدیوں
سے علماء اور صلحاء اُمّت کا اس پر عمل رہا ہے ——— علامہ ابن جوزی
فرماتے ہیں :۔

یہ عمل ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکّہ و مدینہ میں مصر و یمن
و شام ، تمام بلادِ عرب اور مشرق و مغرب میں ہر جگہ کے رہنے والے
مسلمانوں میں جاری و ساری ہے اور وہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں ——— اور ماہِ
ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی ۔

——— خوشیاں مناتے ہیں
——— غسل کرتے ہیں
——— عمدہ عمدہ لباس پہنتے
——— زیب و زینت اور آراستگی کرتے
——— عطر و گلاب چھڑکتے
——— سرمہ لگاتے

اور ان دنوں خوشی و مسرّت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے ، نقد و
جنس وغیرہ میں سے ، خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں ———
اور میلاد مبارک کے سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک و احتشام کرتے ہیں ———
——— اور اس اظہارِ مسرّت و خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب اور خیر و
برکت ، سلامتی و عافیت ، کشادگیٔ رزق ، مال و دولت ، اولاد ، پوتوں نواسوں
میں زیادتی ہوتی ہے ——— اور آباد شہروں میں امن و امان اور
سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کی

برکت سے رہتا ہے۔[1]

یہ تھے اس محدث وقت کے تاثرات جو عالم اسلام میں آج سے تقریباً ۹ سو سال پہلے پیدا ہوئے ——— اللہ اللہ محبت والے کب سے اپنے محبوب کی یاد مناتے چلے آرہے ہیں! حافظ ابوالخیر سخاوی نے لکھا ہے کہ مصر و اندلس و مغرب کے بادشاہ بڑی شان و شوکت سے جشنِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے چلے آرہے ہیں[2] اور نورالدین ابوسعید بورانی نے لکھا ہے کہ اس مبارک موقع پر اطراف و جوانب کے علماء جمع ہوتے ہیں اور یہ شان و شوکت دیکھ کر کافر گمراہ لوگ جلتے ہیں[3] ——— پاکستان میں بھی سرکاری و غیر سرکاری سطح پر بڑے تزک و احتشام سے جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے۔

ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کی عادتیں اور رسمیں اس میں قبول کرتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ اُن رسموں کو بھی اپنا رہے ہیں جنہوں نے معاشرے سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو مٹا دیا ——— وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ اللہ کے محبوب اور پیارے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم اُن کی عادتیں اپنائیں یا اللہ اور رسول کے دشمن؟ ——— یقیناً اللہ کے محبوب زیادہ مستحق ہیں تو پھر قیل و قال اور جدل و حجت کو ترک کرکے ہم کو معقول راہ اختیار کرنی چاہیئے اور اللہ کے محبوبوں کی راہ پر چلنا چاہیئے کہ قرآن حکیم نے اسی راہ کو صراطِ مستقیم کہا ہے[4] ——— سچ یہ ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی: بیان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ص ۲۴، ۲۵
(ب) شیخ اسمٰعیل حقی، تفسیر روح البیان۔ ج ۹، ص ۵۶

۲؎ عبدالسمیع: انوار ساطعہ (۱۳۰۷ھ) مطبوعہ مراد آباد، ص ۱۷۱ - ۱۷۲
۳؎ ایضاً ص ۱۷۱، ۱۷۲
۴؎ قرآن حکیم، سورۃ فاتحہ، آیت نمبر ۵-۶؛ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۴۶

اب ایک عالمی حقیقت بن چکی اور متفقہ طور پر ملت اسلامیہ کا اس پر عمل ہے ذرا انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اٹھائیں اور مقالہ نگار کا یہ فیصلہ سماعت فرمائیں۔

(۱) ——— عملاً پوری دنیائے اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے[1]

(۲) ——— آج تمام اسلامی دنیا میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفقہ طور پر منایا جاتا ہے[2]

۱؎ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور ج ۲۱، ص ۸۲۴
۲؎ ایضاً، ص ۸۲۶

۶

کاروان حیات رواں دواں ہے ـــــــ اس کو قرار نہیں ، یہ بے قرار ہے ـــــــ نہ معلوم کب ارواح کو پیدا کیا گیا پھر وہ سفر کرتیں نہ جانے کب اس عالم آب و گل میں آئیں ـــــــ حیران ، پریشان یہ دُنیا ہے یا کوئی عجائب خانہ ؟ ـــــــ یہاں رنگ برنگ کے اقوال و اعمال اور ماکولات و مشروبات کا ایک ڈھیر لگا ہے ـــــــ کیا کہیں ، کیا نہ کہیں ؟ ـــــــ کیا کریں کیا نہ کریں ؟ ـــــــ کیا کھائیں ، کیا نہ کھائیں ؟ ـــــــ کیا پئیں ، کیا نہ پئیں ؟ ـــــــ عقل حیران ہے دِل پریشان ہے ـــــــ قربان جائیے اُس رحمٰن و رحیم کے کہ اُس رؤف و رحیم کو بھیجا جس نے خوب ، ناخوب اور جائز و ناجائز کی ہم کو تمیز سکھائی اور اعلان فرمایا :-

ـــــــ حلال وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا

ـــــــ اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا

ـــــــ اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو ہے [1]

اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے جو عفو و مُباح ہے اُس میں بحث و

---

[1] (ا) - ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ، بخاری شریف ، ج ۱ ، ص ۱۱۷ - ۱۱۸

(ب) ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی ، مشکوٰۃ شریف ، ج ۱ ، ص ۵۵ - ۵۹

(ج) عبدالحق مُحدّث دہلوی ، اشعۃ اللمعات ، ج ۱ ، ص ۱۲۷ - ۱۳۸

مباحثہ کی اجازت نہ دی [1] کہ ایسے امور میں بحث و مباحثہ مِلّت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے لیکن اگر پھر بھی کوئی ایسے امور میں بحث و مباحثہ کرتا ہے اور اپنی طرف سے حلال و حرام کا حکم لگاتا ہے تو اُس کے لیے قرآن حکیم میں یہ وعید اور تنبیہہ موجود ہے :-

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھُوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاسکتے [2] ۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے امور کے جواز و استحباب کے بارے میں ، جن کے متعلق کتاب اللہ میں خاموشی اختیار فرمائی ہمارے سامنے تین اصول رکھے ہیں ، ہر بات کو ، ہر کام کو ان اُصولوں پر آسانی سے جانچا جا سکتا ہے ۔

زمانہ متحرک ہے ، ایک حالت پر نہیں رہتا ، مُعاشرے میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں ، یہ ایک فطری عمل ہے ، اُس کو کوئی نہیں روک سکتا ـــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُصول متعین کر کے ان تبدیلیوں کا رُخ بھی متعین کر دیا اور ایک بڑی اُلجھن ختم ہوگئی ۔

پہلا اُصول

جس چیز کو مُسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے [3] ۔

---

[1] (ا) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ، بخاری شریف ، ج ۱ ، ص ۱۱۷ - ۱۱۸

(ب) ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی ، مشکوٰۃ شریف ، ص ۲۲ ۔

(ج) عبدالحق محدث دہلوی ، اشعۃ اللمعات ، ج ۱ ، ص ۱۲۷ - ۱۳۸

[2] قرآن حکیم ، سورۂ نحل ، آیت نمبر ۱۱۶

[3] (ا) امام محمد : مؤطا امام محمد ، ص ۱۰۴

(ب) ابن قیم : کتاب الروح ، ص ۱۰

دُوسرا اُصول

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے جب کہ بعد والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائیگی اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اُس پر اُس کا گناہ ہے اور اُس کے بعد اُس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے جب کہ بعد والوں کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔[1]

تیسرا اُصول جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل دین سے نہیں، وہ مردود ہے۔[2]

جس کو اللہ نے پسند فرمایا یا اس کے رسُول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ نے پسند فرمایا یا تابعین و تبع تابعین نے ـــــــ صلحائے اُمت نے پسند فرمایا یا علمائے اسلام کی اکثریت نے، شریعت کی اصطلاح میں یہ سب دین میں سے ہے، دین سے جُدا نہیں ـــــــ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ایسے امور کے لیے جن کو مُسلمانوں کی اکثریت اچھا نہیں سمجھتی، یا وہ امور جن کی اصل دین سے نہیں، ایسے تمام نو پیدا اُمور کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین امور قرار دیا ہے[3] ـــــــ اس حدیث مبارک سے یہ مطلب لینا کہ ہر نو پیدا بات گمراہی ہے، صحیح نہیں ـــــــ اس دعوے کو نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ شریعت بلکہ ایسی نامعقول باتوں کو شارع اسلام علیہ السلام سے

---

[1] (ا) مسلم بن حجاج قشیری، مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۸

(ب) عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۵۷

[2] (ا) ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۴۹ ـ ۵۰

(ب) علی قاری بن سُلطان محمد ہروی: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۱۵

(ج) عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات، ج (ص ۲۵)

(د) یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلّۃ اہل السنۃ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۵

[3] ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ص ۲۸۳

منسوب بھی نہ کرنا چاہتے ـــــــ جس نے ملّت اسلامیہ کو حکمت و دانائی کی تعلیم دی، معاذ اللہ وہ ایسی غیر حکیمانہ بات نہیں فرما سکتا ـــــــ متلاشیانِ حق کے لیے مندرجہ بالا اصولوں کے علاوہ ایک اور حکیمانہ ہدایت فرما دی، آپ نے فرمایا:

تم سوادِ اعظم کی پیروی کرو، جو اس سے جُدا ہوا جہنم میں گیا۔[1]

مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں سوادِ اعظم کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے۔

"سوادِ اعظم" سے مُراد وُہ جماعت ہے جس میں مُسلمانوں کی اکثریت ہو۔[2]

یہی وہ جماعت ہے جس کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو جماعت سے جُدا ہوا جہنم میں گیا۔[3]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اکثریت کیساتھ رہنے کی شدید تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے بڑے دِل نشین انداز میں اس حقیقت کو سمجھایا ہے اور ایک حدیث میں گمراہی کی ساری قسموں کو بیان فرما کر ہدایت کی راہ دکھائی ـــــــ آپ نے فرمایا:

جس طرح بکری کے لیے بھیڑیا ہے اسی طرح شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے ـــــــ (بھیڑیئے کی عادت ہے کہ وہ) گلہ سے بھاگنے والی ـــــــ اور ـــــــ

---

[1] (ا) ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف ج ۱، ص ۵۸

(ب) علی قاری بن سلطان محمد ہروی: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۲۴۹ ـ ۲۵۰

(ج) عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۱۴۳

[2] علی قاری بن سُلطان محمد ہروی: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ج ۱، ص ۲۴۹

[3] ابوعبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف۔ ج ۱، ص ۵۸

اور

دور چلی جانے والی ـــــ اور ایک جانب رہ جانے والی ـــــ بکریوں کو پکڑ لیتا ہے ـــــ تم اپنے آپ کو گھاٹیوں سے بچاؤ ـــــ اور

ہر حال میں "جماعت" اور "جمہور" کے ساتھ رہو۔[1]

اس حدیث شریف میں تین قسم کے گمراہوں کا ذکر فرمایا ہے:۔

ـــــ ایک وہ جو سواد اعظم کو چھوڑ کر چلے گئے۔

ـــــ دوسرے وہ جنہوں نے "سواد اعظم" کو چھوڑا تو نہیں، خود کو "سواد اعظم" سے وابستہ کہتے ہیں مگر دور چلے گئے۔

ـــــ تیسرے وہ جنہوں نے سواد اعظم کو چھوڑا بھی نہیں، دور بھی نہیں گئے مگر ایک طرف ہو گئے۔

گمراہوں کا ذکر کر کے فرمایا جس طرح بھیڑیا گلہ کو چھوڑنے والی، دور چلے جانے والی، اور ایک طرف کو رہ جانے والی بکریوں کو پکڑ لیتا ہے اسی طرح سواد اعظم کو چھوڑ کر جانے والوں یا دور چلے جانے والوں یا ایک طرف کو رہ جانے والوں کو شیطان پکڑ لیتا ہے ـــــ اسی لیے آپ نے مسلمانوں کو شدید تاکید فرمائی:۔

تم اپنے بھائیوں کو گھاٹیوں سے بچاؤ۔[2]

---

[1] ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱

[2] ایضاً، ص ۳۱ -

اور ساتھ ہی فرمایا: ـــــ ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔[1]

اس آخری ہدایت نے کسی بحث و مباحثہ کی گنجائش نہ چھوڑی اور اس خام خیالی کا ازالہ فرما دیا کہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہماری جماعت میں تو پڑھے لکھے زیادہ ہیں اس لیے ہم حق پر ہیں اور فلاں جماعت میں ان پڑھ زیادہ ہیں اس لیے وہ حق پر نہیں ـــــ اگر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی پہلی اکثریت ان پڑھوں پر مشتمل تھی ـــــ نبی اُمّی، ان پڑھوں میں مبعوث ہوئے اور اُن کو دانا و بینا بنا دیا ـــــ کسی جماعت میں ان کا ہونا اس کی دلیل ہے کہ اکثریت ان کے ساتھ ہے کیوں عوام کی اکثریت ہمیشہ ان پڑھ رہی ہے۔ بہر حال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں کو یہ واضح ہدایت ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی اکثریت اور عوام کے ساتھ رہیں ـــــ آپ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا:۔

جس نے جماعت سے بالشت بھر جدائی کی اُس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔[2]

اگر کوئی پوچھنے والا پوچھنا چاہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ہدایات فرمائیں خود قرآن حکیم آپ کے ارشادات کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

تو اس سوال کا تفصیلی جواب قرآن حکیم میں موجود ہے ـــــ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

---

[1] ایضاً، ص ۳۱

[2] (أ) ایضاً، مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۶۰

(ب) علی قاری بن سلطان محمد ہروی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۵۵

(ج) عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۱۴۶

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا[1]

پھر فرمانبرداری اور اطاعت اس شان کی ہونی چاہیئے کہ کسی مسئلے میں جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ اسی لیے فرمایا:۔

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی[2]

لیکن اگر جھگڑا ہو ہی جائے تو اس کو نمٹانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اُس کا حل تلاش کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول علیہ التحیتہ والتسلیم کی طرف رجوع کیا جائے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

پھر اگر تم میں کسی بات پر جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ اور اس کے رسُول کے حضور رجوع کرو[3]

صرف رجوع کرنا ہی کافی نہیں بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے حاکم اور عادل تسلیم کیا جائے، اسی لیے فرمایا:۔

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں[4]

پھر جو فیصلہ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہو جائے اس میں قیل و قال اور بحث و مباحثہ کی گنجائش نہیں۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے:۔

---

[1] قرآن حکیم : سورۃ نسآء : آیت نمبر ۸۰
[2] قرآن حکیم : سورۃ انفال : آیت نمبر ۴۶
[3] قرآن حکیم : سورۃ نسآء : آیت نمبر ۵۹
[4] قرآن حکیم : سورۃ نسآء : آیت نمبر ۶۵

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سُن سنا کر اس سے نہ پھرو[1]

لیکن اگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے روگردانی کی گئی تو:۔

اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا[2]

مندرجہ بالا آیات سے یہ واضح ہو گیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کو بلا قیل و قال تسلیم کرنا چاہیئے، بحث و مباحثہ میں پڑ کر خواہ مخواہ ملّت کا شیرازہ منتشر نہ کرنا چاہیئے جن امور میں اللہ اور رسُول نے خاموشی اختیار فرمائی ان کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق بغیر کسی تردّد کے قبول کرنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ امور جن کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں یا وہ نیک کام جو مسلمانوں نے ایجاد کئے یا وہ نو پیدا امور جن کی اصل دین سے ہے یقیناً مستحب اور مستحسن ہیں، ایسے امور کا کرنا نہ کرنے سے بدرجہا بہتر ہے اور ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو سنّت ہے۔ اس پر خلفائے راشدین، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور صلحائے اُمت کا عمل رہا ہے۔ دورِ جدید میں یہ مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ایک ملی اور قومی ضرورت ہے۔

---

[1] قرآن حکیم : سورہ نسآء : آیت نمبر ۲۰
[2] قرآن حکیم : سورہ آل عمران : آیت نمبر ۳۲

۷

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء صلحاء کے ذکر اذکار دلوں میں قوت پیدا کرتے ہیں اور انسان کو حوصلہ اور ہمت بخشتے ہیں یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے جس کا اندازہ قرآن حکیم کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں بہت سے انبیاء و رسل کا ذکر ہے، ان کے مصائب و آلام، اُن کی ہمت و استقامت، اُن پر انعام و اکرام کا ذکر ہے۔

قرآن حکیم نے اِن ذکر و اذکار کی یہ حکمت بیان فرمائی:۔

اور (اے محبوب!) ہم رسُولوں کے احوال سب کچھ تم سے بیان کرتے ہیں جس سے تمہارا دِل مضبوط کر دیں[1]

معلوم ہوا کہ دِل کو قوی رکھنے کے لیے اہل عزیمت اور بلند ہمتوں کے احوال سنانا سُنّت الٰہی ہے اور سُنانا سُنّت رسُول علیہ التحیۃ والتسلیم چنانچہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم مجالس و محافل کے انعقاد پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

جلسے صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لیے ان کا ہونا ضروری ہے۔۔۔۔ جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سُن کر خود اِن عظیم الشان

۱ قرآن حکیم، سورۃ ہود، آیت نمبر ۱۲۰

بزرگوں کی ذریت ہونے کا فخر اور گھمنڈ دل میں نہ پیدا کرے گی تب تک اُنکے سینوں میں اولوالعزمی بلند حوصلگی جوش زن نہیں ہو سکتی[1]

اس نفسیاتی پس منظر میں ڈاکٹر اقبال، محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے وہ ہر وقت اُن کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لیے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اُسوہ رسُول کو مدِ نظر رکھیں تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے ان جذبات کو قائم رکھنے کے لیے تین طریقے ہیں[2]

ڈاکٹر اقبال نے جن تین طریقوں کی نشاندہی کی ہے وہ مختصراً یہ ہیں:۔

——— انفرادی طور پر دُرود و سلام پڑھنا۔

——— اجتماعی طور پر محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنا۔

——— کسی مُرشد کامل کی صحبت میں رہ کر اتباع سُنت کی عملی تربیت حاصل کرنا۔

اس میں شک نہیں دَور جدید میں مسلمانوں کی دماغی اور قلبی تربیت اور کردار سازی کے لیے محافل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ متحدہ عرب امارات کی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات اُبھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے[3]

۱ نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء، ص ۵
۲ غلام دستگیر رشید: آثار اقبال، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۹۴۶ء، ص ۳۰۵
۳ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۶۲۴

۸

مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جشنِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام صدیوں سے ہوتا چلا آتا ہے ——— آپ ماضی کی طرف پیچھے چلیں، پیچھے چلیں اور پیچھے چلیں ——— ایک صدی پیچھے چلیں، دو صدی پیچھے چلیں اور تمام نو پیدا فرقوں اور جماعتوں کو بھی پیچھے چھوڑتے جائیں[1] تو آپ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوں گے کہ دورِ جدید کے ہر نو پیدا فرقے اور جماعت کے اجداد کا تعلق اسی ایک جماعت سے تھا جس کو اصطلاحِ شریعت اور اصطلاحِ عوام میں "سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت" کہا جاتا ہے اور جس کا نشانِ امتیاز صدیوں سے "محفلِ میلاد" رہا ہے ——— لیکن عقل یہ سوال کرتی ہے کہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات اور تسلسل و تواتر کے باوجود پھر اختلافات نے شدت کیوں اختیار کی اور مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں کیوں بٹ گئے؟ ——— تو ان اختلافات کے جہاں اور اسباب ہیں وہاں راقم کے نزدیک ایک اہم سبب سیاسی بھی ہے ——— جو قابلِ توجہ ہے۔

دو ڈھائی سو سال پہلے دُنیا کے تین براعظموں پر پھیلے ہوئے 'سوادِ اعظم' کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برطانوی محکمۂ جاسوسی نے ایک جامع پروگرام بنایا اور آنے والی صدیوں

---

[1] قرآن حکیم: سورۂ انعام، آیت نمبر ۱۶۰

میں تسلسل و تندہی کے ساتھ اس پر عمل ہوتا رہا۔ اس پروگرام کے مختلف اہداف تھے۔ ان اہداف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور صلحائے اُمت کی ذواتِ عالیہ سرِ فہرست نظر آتی ہیں کیوں کہ ان حضرات عالیہ سے وابستگی دین کا صحیح شعور اور اسلام کی سچی محبت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کو اس حد تک دیوانہ بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے ——— یہی دیوانگی دشمنانِ اسلام کے لیے صدیوں سے دردِ سر بنی رہی ——— اس کا علاج انہوں نے یہ سوچا کہ اندرونی اور بیرونی سازش کے ذریعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحائے امت کی محبت مسلمانوں سے چھین کر ملّتِ اسلامیہ کا شیرازہ، منتشر کر دیا جائے۔

اٹھارویں صدی کے ایک برطانوی جاسوس ہمفرے کی خفیہ یادداشتوں سے دشمنانِ اسلام کے پوشیدہ عزائم کا پتہ چلتا ہے۔ ان یادداشتوں میں پہلے قوت کے اُن سرچشموں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں سے مسلمان قوت حاصل کرتے ہیں ——— قوت کے ان سرچشموں میں مندرجہ ذیل کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے:۔

(۱) ——— پیغمبر (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اہلِ بیت، علماء اور صلحا کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا۔[1]

(۲) ——— سادات کا احترام اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود و سلام کے مستحق ہیں۔[2]

قوت کے مختلف سرچشموں کی نشاندہی کے بعد ان یادداشتوں میں برطانوی محکمہ جاسوسی

---

[1] ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۹۸

[2] " " " " " " " "

کی طرف سے مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے، اُن کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بہت سی ہدایات دی ہیں جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان ہدایات میں مندرجہ ذیل قابل توجہ ہیں:۔

(۱) ضروری ہے کہ دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور اُن آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسمار کرکے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔

(۲) دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علمائے دین کے سروں سے اُن کے عمامے اُتروائیں تاکہ پیغمبر خدا سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور علماء کا احترام چھوڑ دیں[1]

(۳) پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بدعت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکّہ و مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی[2]

ماضی کی تاریخ آپ کے سامنے ہے، آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دشمن کے ان پوشیدہ عزائم کو کس کس نے پورا کیا اور بعض حضرات اب بھی پورا کرنے میں لگے ہیں شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر، یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ شاید ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس عظیم

---

[1] ایضاً، ص ۱۰۴ - ۱۰۵

[2] ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۰

بین الاقوامی سازشں کا شکار ہیں ——— ماضی میں یہ سازشیں چھُپی چھُپی سی تھیں مگر اب گردشِ زمانہ نے نقاب الٹ دیا ہے ——— ضرورت ہے کہ ہم ہوشمندی اور تدبر سے کام لیں، اپنی بکھری ہوئی قوت کو یک جا کریں ——— اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں پیدا ہونے والے فرقوں سے دامن کش ہو کر سلفِ صالحین کی اُس راہ کو اپنائیں جس نے ہمیں مہ و پروین کا امیر بنایا تھا ——— ہمیں اپنے اسلاف کرام سے رشتہ جوڑنا چاہیئے، دشمنانِ اسلام نے یہ رشتہ توڑا ہے اور ہم کو کہیں کا نہ رکھا ——— شکر ہے کہ اب عالمِ اسلام میں ایک نئی لہر آئی ہے، اَب عشقِ مصطفٰے کی بات ہو رہی ہے[3]، ہاں عشقِ مصطفٰے کی بات ہونی چاہیئے ——— اس عشق کی جو این و آں سے بے نیاز کرکے آفاقی بنا دیتا ہے ——— جو پستیوں سے نکال کر ہمدوشِ ثریا کر دیتا ہے ——— جو مورِ بے مایہ کو سلیماں بنا دیتا ہے۔

ہاں اسوۂ رسُول علیہ التحیۃ والتسلیم کو دل و جان سے اپنائیے، اُن کی ایک ایک ادا کو دل سے لگائیے ——— ہاں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا کیجئے۔ محفلِ میلاد سجائیے، جشنِ میلاد منائیے ——— کہ آسماں سے زمین تک اُن کا چرچا ہے، درود و سلام کے گجرے آ رہے ہیں، جا رہے ہیں ———

---

[1] (۱) ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی : علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ، مطبوعہ جدہ، ۱۹۸۸ء

(ب) ابوالحسن علی ندوی : نقوش (رسول نمبر) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ۱ ص ۳۳

[3] مستیٔ عشقِ مصطفٰے، قریہ بہ قریہ، کُو بہ کُو
بادۂ فیض جام جام، کیفِ عطا سُبو سُبو

علیم ناصری

ذکر بلند ہو رہا ہے ــــــــ ہاں اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بلندیوں کا امین ہے ــــــــ اُن کی حیاتِ مُبارکہ کی ایک ایک آن رفعتوں کی پاسدار ہے ــــــــ وہ اُس مقامِ محمُود پر فائز ہوتے جہاں حمد کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے۔ جہاں نعمت کی بارش ہو رہی ہے ــــــــ ہاں

علیک صلوٰۃ اللہ یا داعی الھدیٰ
علیک سلام اللہ یا خیر معتصم
علیک صلوٰۃ اللہ یا دار حکمۃ
علیک سلام اللہ یا جامع الکلم
علیک صلوٰۃ اللہ یا ایۃ الرضا
علیک سلام اللہ یا مفخر النسم
علیک صلوٰۃ اللہ یا صاحب اللوار
علیک سلام اللہ یا معدن الحکم
علیک صلوٰۃ اللہ یا ملجاء الوریٰ
علیک سلام اللہ یا زین زمزم
نسیم صبا ان زرت روضتہ
سلم علی المصطفےٰ صاحب النعم
وقف عند مضجعہ فی مواجھتہ
وبلغ صلواتی و تسلیمی علی روح اکرم[1]

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ (سندھ)
پاکستان

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ
۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء
یوم جمعۃ المبارک

---

[1] مخدوم محمد ہاشم سندھی نقوی (م ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء)
بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ (مقدمہ)، مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ۱۹۶۶ء، ص ۸۸

کتابیات

۱ ۔ قرآن حکیم (ترجمہ مفتی احمد رضا خاں بریلوی) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۷ء

۲ ۔ قرآن حکیم (ترجمہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی) مطبوعہ دہلی ۱۹۴۲ء

۳ ۔ قرآن حکیم (مولانا محمود حسن دیوبندی)، مطبوعہ مغربی جرمنی ۱۹۷۵ء

۴ ۔ ابنِ اثیر، ابی الحسن علی الجزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

۵ ۔ ابن جوزی بغدادی، حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن: بیان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ غلام معین الدین نعیمی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

۶ ۔ ابنِ خلکان اربلی، شمس الدین احمد بن ابراہیم: وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء

۷ ۔ ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل: میلاد مصطفےٰ (ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء

۸ ۔ ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف (ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری) مطبوعہ لاہور

۹ ۔ ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم (ترجمہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

۱۰ ۔ ابوالحسن بن الحجاج قشیری نیشاپوری: مسلم شریف، جلد اوّل، سوم، مطبوعہ کراچی (ترجمہ مولانا غلام رسول سعیدی) جلد اوّل مطبوعہ: لاہور

۱۱ ۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، جلد دوم. مطبوعہ دہلی

۱۲ ۔ ابوالفضل شہاب احمد علی بن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد نہم

۱۳ ۔ احمد رضا خاں بریلوی: اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ (۱۲۹۹ھ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

۱۴ ۔ احمد سعید دہلوی، شاہ: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

۱۵ ۔ احمد سعید کاظمی علامہ، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۸۶ء

۱۶ ۔ اشرف علی تھانوی: السرور لظہور النور ملقب بہ ارشاد العباد فی عید میلاد (۱۳۲۲ھ)، مطبوعہ سادھورہ

۱۷ ۔ امداد اللہ مہاجر مکی، حاجی محمد، فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور

۱۸ ۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (پنجاب یونیورسٹی) جلد بست ویکم، مطبوعہ لاہور

۱۹ ۔ بدرالدین عینی : عمدہ القاری شرح صحیح بخاری ، جلد دوم ۔

۲۰ ۔ جلال الدین سیوطی : حسن المقصد فی عمل المولد ۔

۲۱ ۔ خلیل احمد رانا : انوار قطب مدینہ ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

۲۲ ۔ عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام بن نافع : مصنف عبدالرزاق ۔

۲۳ ۔ عبدالحق محدث دہلوی : اشعۃ اللمعات ، جلد اول ، مطبوعہ لکھنو

۲۴ ۔ عبدالحق مہاجر مکی : الدار المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم

۲۵ ۔ عبدالسمیع ، مولانا : انوار ساطعہ (۱۳۰۷ھ) مطبوعہ مراد آباد

۲۶ ۔ علی قاری بن سلطان محمد ہروی : مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ، جلد اول

۲۷ ۔ غلام دستگیر رشید : آثار اقبال ، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۴۶ء

۲۸ ۔ غلام رسول سعیدی ، مولانا : مقالات سعیدی ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

۲۹ ۔ محمد بن علوی المالکی الحسنی : حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف (ترجمہ : دوست محمد شاکر سیالوی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

۳۰ ۔ محمد بن علی یوسف ، دمشقی شامی : سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

۳۱ ۔ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ ، مطبوعہ کراچی

۳۲ ۔ محمد طفیل نقشبندی ، مولانا ، تحفۃ الزائرین حصہ چہارم ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

۳۳ ۔ محمد عبدہٗ یمانی ، ڈاکٹر : علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ ، مطبوعہ جدہ ۱۹۸۸ء

۳۴ ۔ نقوش (رسول نمبر) جلد اول ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

۳۵ ۔ نور محمد قادری ، میلاد شریف اور علامہ اقبال ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء

۳۶ ۔ ہاشم رسولی ، حاجی سید : زندگانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۶۴ شمسی (ترجمہ فارسی ابن ہشام) جلد اول ، مطبوعہ تہران

۳۷ ۔ ہمفرے کے اعترافات ، مطبوعہ لاہور

۳۸ ۔ یوسف سید ہاشم : ادلۃ اہل السنۃ والجماعۃ (مترجمہ : مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ ، لاہور ۱۹۸۷ء

عید میلاد اور علمائے اُمت کے تاثرات

۱

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد معروف با بن حجر عسقلانی

(م ۸۵۲ھ / ۱۴۴۸ء)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف تشریف لاتے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوتے دیکھا تو ان سے دریافت فرمایا کہ "تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟" انہوں نے کہا "یہ دن نہایت مقدس ہے ، مبارک ہے ، اسی دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق فرمایا اور موسیٰ (علیہ السلام) کی نجات بخشی اور ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ، "ہم موسیٰ (علیہ السلام) کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں" پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا

(معلوم ہوا جس دن اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت کا نزول ہو یا کسی مصیبت سے نجات ہو نہ اسی دن بلکہ ہر سال اس تاریخ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ۔)

(شاہ احمد سعید مجددی : اثبات المولد والقیام ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۲۳)

۲

شیخ محمد بن علوی المالکی الحسنی

(استاد مسجد حرام ، مکہ مکرمہ)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی میلاد شریف کے دن کی اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر اسے بہت بڑا اور عظیم واقعہ قرار دیتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے کہ یہ آپ کے لیے بہت بڑا انعام و اکرام و نعمت ہے نیز اس لیے کہ تمام کائنات پر آپ کے وجودِ مسعود کو فضیلت حاصل ہے کیوں کہ کائنات کی ہر چیز آپ کے وسیلۂ عظمیٰ سے خوش بخت فرمائی۔

(محمد بن علوی المالکی ؛ حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ، ص ۹-۱۰)

۳

ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی معروف بامام ابنِ جزری

(م ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء)

شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے (کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے)۔ حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی مومن و موحد کا حال ہوگا جو حضور کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے ——— قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضلِ عمیم ، جناتِ نعیم میں داخل کرے۔

(امام قسطلانی ؛ مواہب اللدنیہ ، مطبوعہ مصر ، ج ۱ ، ص ۲۷)

۴

محدث کبیر علّامہ ابنِ جوزی

(م ۵۹۷ھ / ۱۲۰۱ء ، بغداد شریف)

یہ عملِ حسن (محفل میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ ، مصر ، یمن و شام ، تمام بلادِ عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔

(محدث ابن جوزی ؛ المیلاد النبوی ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ، ص ۳۴ ، ۳۵)

۵

ابوالعباس تقی الدّین ابنِ تیمیہ حرّانی

(م - ۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلِ میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفلِ میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لیے حسنِ قصد کی بدولت اس میں اجرِ عظیم ہوتا ہے نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے۔

(محمد بن علوی المالکی الحسنی ؛ حول الاحتفال ، بالمولد النبوی الشریف ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ، ص ۲۱)

۶

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد معروف بامام قسطلانی

(م ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آتے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوتِ طعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آتے ہیں۔

(امام قسطلانی: مواہب اللدنیہ، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۲۷)

۷

حضرت شاہ احمد سعید مجددی

(م ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء، مدینہ منورہ)

جس طرح آپ خود اپنی ذات پر درود و سلام بھیجا کرتے تھے ہمیں چاہیئے کہ ہم آپکے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے) ذریعے شکر بجالائیں۔

(شاہ احمد سعید مجددی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۲۴)

۸

حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی

(م ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء، مکہ مکرمہ)

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفسِ ذکرِ ولادتِ شریف حضرت فخر آدم، سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجبِ خیرات وبرکات دنیوی اُخروی ہے۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی: فیصلۂ ہفت مسئلہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص، ۵، ۱۱۱)

۹

علامہ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی

(م ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء، مدینہ منورہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کا بے پایاں کرم و احسان ہے کہ عین القریٰ مدینہ منورہ میں عاجز کا فقیر خانہ شمع محمدی کے پروانوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ چار

دانگ عالم سے اور خصوصاً ہندوستان و پاکستان سے مشائخ وعلماء اہلسنت جب کبھی مدینہ طیبہ حاضر دربار سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم) ہوتے فقیر کے ہاں محافل نعت میں ضرور تشریف لائے۔

میرے پیر مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجددِ مأۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عاجز پر غایت درجہ عنایت و توجہ رہی ہے کہ آج تک ذکر سید المرسلین شہنشاہ کون و مکاں، سردار انبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم برابر فقیر خانے پر جاری ہے۔ حسبِ دستور سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انھوں نے (شاہ محمد فاروق رحمانی مرحوم) ایک عظیم الشان جشنِ عید میلاد النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم منعقد کیا جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے۔

(مکتوب گرامی محررہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ بحوالہ انوار قطب مدینہ مرتبہ خلیل احمد رانا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۴۷۵ - ۴۷۶.)

قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ ....!

ایک عظیم خادم قرآن ...!

یہ جمعرات ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کی سوگوار صبح تھی آپ نماز اشراق اور وظائف سے فارغ ہو کر جب آرام فرما رہے تھے تو سینہ میں دل کی جانب تکلیف محسوس ہوئی اور کچھ ہی دیر کے بعد لبوں سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدائے دل نواز سنائی دی پھر ایک ہچکی بلند ہوئی اور ایک عظیم خادم قرآن ایک سچا عاشق رسول اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کریم کے حضور پہنچ چکا تھا - آہ! وہ مدہور آواز جو نصف صدی سے عالم اسلام کی فضاؤں کو تلاوتِ قرآن کریم سے فیض یاب کرتی رہی خاموش ہو چکی تھی۔

قاری طفیل رحمۃ اللہ علیہ ایک انتہائی سادہ اور منکسر المزاج انسان تھے۔ اس زندہ درویش کی ساری زندگی دراصل خدمت قرآن سے عبارت تھی۔ ان کے شب و روز قرأت و تجوید کی تدریس کے لئے وقف تھے۔ حصول برکت کے لئے آپ کی پاک زندگی کے چند گوشے زیر نظر ہیں۔

حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰۲ء امرتسر کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی جناب عبدالرحمٰن حاجی صاحب کپڑے کے تاجر اور مذہبی شخص تھے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ہونہار بچے کی مذہبی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ بچپن ہی میں آپ کو امرتسر کے مشہور و معروف

قاری و مدرس قاری کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں بٹھا دیا گیا۔
جہاں سے آپ نے حفظ قرأت سبعہ کی تکمیل فرمائی دورانِ تعلیم آپ نے دیگر
اساتذۂ فن سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

مدرسہ سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے والدین کے ہمراہ حرمین شریفین
کی زیارت کی۔ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے بعد اساتذۂ فن سے اکتسابِ
فیض کا شوق موجزن ہوا لہٰذا اپنے والدِ گرامی سے اجازت لے کر حجاز شریف
ہی میں رُک گئے۔ مکہ مکرمہ میں مدرسہ فخریہ میں قرأت سبعہ کی تکمیل فرمائی اور اس
کے بعد مدینہ منورہ آگئے اور مسجد نبوی کے شیخ القراء حضرت المقری شیخ حسن بن
ابراہیم با الشاعر السیوطی المصری رحمۃ اللہ علیہ سے قرأت عشرہ کی تکمیل فرمائی اور
انہی شیخ موصوف کی سند کو حضرت قاری صاحب نے اختیار فرمایا اپنے اور
اپنے تلامذہ کو بھی اسی سند کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت قاری صاحب حجازِ مقدس میں ڈیڑھ سال مختلف اساتذہ سے
تحصیل علم کے بعد امرتسر واپس پہنچے اور مدرسہ رحمانیہ میں قرأت و تجوید
کی تدریس میں مصروف ہوگئے اس کے علاوہ اپنے والد گرامی کے ساتھ
مل کر کپڑے کی تجارت بھی کرنے لگے

حضرت علی پوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۶ء میں جب امرتسر تشریف لائے تو قاری
طفیل صاحب نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی مرشد کامل نے پہلی
نظر ہی میں آپ کی اعلیٰ دینی و تحریکی صلاحیتوں کو بدرجۂ اتم جانچ لیا اور
اپنے ساتھ ہی سرہند شریف اور پھر وہاں سے لاہور لے آئے۔ یہاں
آپ مسجد وزیر خان میں امام مقرر ہوئے۔ آپ نے یہاں امرتسر کی طرز پر تدریس
قرأت و تجوید کے لئے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ کی تاسیس فرمائی۔ آپ کی اس

بے لوث خدمت قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے قاری محمد تقی الاسلام دہلوی لکھتے ہیں
" تقسیم سے پہلے لاہور جیسے مرکزی شہر میں محض چند گنے چنے قراء حضرات تھے
جو خدمت قرآن میں منہمک تھے ان میں ایک قاری طفیل تھے جو مسجد وزیر خان میں
مدرس تھے بلند آواز اور خوش آواز قاری تھے"۔ (سوانح قاری محمد شریف ص۲۷)

تقسیم برصغیر کے بعد آپ بنگلور سے حیدرآباد (سندھ) تشریف لائے
یہاں آمد کے فوراً بعد آپ نے قرأت و تجوید کی تعلیم کے لئے مسجد مائی خیری فقیر
کاٹڑ میں مدرسہ رحمانیہ کی بنیاد رکھی۔ جن حالات میں آپ نے مدرسہ کا آغاز
کیا اس کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ نے لکھا ہے۔

" قیام پاکستان کے بعد حیدرآباد میں اس ادارے (مدرسہ رحمانیہ) کا قیام عمل میں آیا
اور بے سروسامانی کی حالت میں محض توکلت علی اللہ کام شروع کیا گیا"

اللہ کے فضل و کرم اور حضرت قاضی طفیل کی دن رات محنت نے اس مدرسہ
کو تعلیم قرآن کا ایک جامع ادارہ بنا دیا۔ جہاں سے بے شمار طلباء نے قرأت و تجوید
کی تعلیم حاصل کی چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ۱۹۶۲ء میں آپ کو مدرسہ کی جگہ سے
دستبردار ہونا پڑا جس کا آپ کو بڑا دکھ اور افسوس ہوا لیکن فوراً ہی مولا کریم کے
فضل سے اسٹیشن روڈ حیدرآباد پر ایک اور جگہ انتظام ہوگیا۔ اور اس جگہ ۵ مارچ
۱۹۶۲ء بمطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو مدرسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس
موقع پر آپ تحریر فرماتے ہیں۔

" بعینہٖ قدرت کا کرشمہ دیکھنے میں آیا اللہ تبارک تعالیٰ نے فقیر پر احسانِ
عظیم فرمایا اور یہ سب کچھ اس کی سچی اور آخری کتاب قرآن پاک کی صحیح خدمت
کا نتیجہ ہے ورنہ بندہ کی کیا حیثیت ہے۔

حیدرآباد میں مدرسہ رحمانیہ کے علاوہ آپ نے مفتی محمد داوری رحمۃ اللہ علیہ

کو دارالعلوم رکن الاسلام کے قیام کی تحریک دی اور اس کے قائم ہونے کے بعد ۳۰ برس تک اس دارالعلوم میں بھی تجوید و قرآت پڑھاتے رہے اور ہزاروں طالبانِ علم نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا گو آپ کی زندگی کا اکثر حصہ حیدر آباد میں گذرا لیکن ۱۹۸۴ء میں علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت پر آپ کراچی تشریف لائے اور پھر آخر دم تک کراچی ہی میں قیام فرمایا کراچی میں آپ نے جناح مسجد سے تدریس قرآت و تجوید کا آغاز فرمایا۔ آپ نے کچھ عرصہ مرکزی انجمن اشاعت الاسلام کے مدارس میں بھی قرأت و تجوید کی تعلیم فرمائی۔ وفات سے تقریباً دو ماہ قبل الانہ مسجد میں اس سلسلۂ زریں کو شروع فرمایا اور تا وقت وصال اسی مسجد میں مسندِ تدریس کو رونق بخشے رکھی۔

قاری طفیل کی زندگی دراصل تعلیم قرآن کے لئے ایک جہدِ مسلسل تھی۔ آپ ہی کی سعی سے ملک کے مختلف حصوں میں تعلیم قرآن کے لئے معیاری مدرسے قائم ہوئے اور آپ سے بلاشبہ ہزاروں تلامذہ نے قرآت و تجوید کی تعلیم حاصل کی۔

آخرکار قرآن کا یہ سچا اور عظیم خادم ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو صبح ½ ۸ بجے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو بروز جمعہ، جمعہ کی نماز کے بعد ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

ع آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہترین ورثہ ان کے تلامذہ ہے جو آج بھی آپ کی خوش آواز کو بلند اور آپ کے مقدس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چیدہ چیدہ نام یہ ہیں۔ ۱۔ استاذ القراء قاری عبدالرحمان بلوچستانی، ۲۔ قاری غلام محمد سیالوی لاہور، ۳۔ قاری خیر محمد چشتی، ہالینڈ، ۴۔ قاری غلام حسین کراچی، ۵۔ قاری عبدالرزاق، حیدرآباد، (۶) قاری محمد بخش الازہری، لاڑکانہ، ۷۔ قاری عبدالرسول، پشاور، (۸) قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی کراچی

پیغامِ جشنِ بہاراں

- سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اعلان فرمایا: سن لو! جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں...

- اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے، سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر فضیلت نہیں — مگر تقویٰ کے سبب سے۔

- تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جسطرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینہ، تمہارا یہ شہر محترم ہے۔

آیئے آج — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکامات پر عمل کرنیکا عہد کرکے معاشرے سے جاہلیت و عصبیت، فحاشی، دعریانی، قتل و غارت گری، اور ظلم و ستم کے خاتمہ کے لیئے جدوجہد کریں۔